رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

۱۴ فروری سنہ ۱۹۱۱ء

جلد ۱۵ نمبر ۶

(قادیان دار الامان)

شرح قیمت جو ہر حالمیں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۵
خواص سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۰
ہندوستان سے باہر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۷
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۲

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

سکندر کا تابوت

اس عنوان سے معزز معاصر نے نہایت ہی عبرت بخش مضمون لکھا ہے۔ جو فانی دنیا اور اس کے ساز و سامان کی ناپائیداری کا دلچسپ مرقع ہے۔ ناظرین الحکم کے فائدہ اور مطالعہ کے لئے میں اُسے یہاں درج کر دیتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

صاحبو! آپ نے مشاعرے بہت سے دیکھے ہیں۔ اور بہت سے ڈبیٹنگ کلب بھی دیکھ ڈالے۔ جن میں بڑے بڑے شعرا کو غزل سرائی کرتے اور نامی گرامی فصحا کو داد فصاحت دیتے دیکھا ہوگا۔ لیکن ایسی پرعبرت انجمن کبھی نہ دیکھی ہوگی جیسی کہ سکندر کی موت کے وقت۔ اس کے تابوت کے گرد شہر بابل میں دیکھی گئی تھی۔ سکندر نے بڑے بڑے حکیم اور فلسفی مختلف ممالک سے اور دُور دُور سے بلوا کے اپنی صحبت میں جمع کئے تھے۔ جن کی باتیں سُننے میں اُسے بڑا لطف آیا کرتا تھا۔ ان حکیموں میں یونان کے بھی تھے۔ فارس کے بھی تھے۔ اور ہندوستان کے بھی تھے۔

جب ہندوستان سے واپس جا کے وہ بابل میں مر گیا۔ تو اس کے وابستگان دامن اور لشکر والوں میں رات بھر کہرام مچا رہا۔ صبح کو اس کا زرنگار اور مرصع تابوت تیار کر کے رکھ دیا گیا۔ اور سکندر اس میں لٹا دیا گیا۔ اس وقت تمام حکما تابوت کے گرد حلقہ کئے ہوئے تھے۔ اور سب کمال حسرت و اندوہ سے خاموش تھے۔ کہ کسی حکیم نے نہایت ہی جوش دل سے آگے بڑھ کے تابوت پر ہاتھ رکھا۔ اور کہا "آہ جو بڑے بڑے سرکشوں کو اسیر کر لیا کرتا تھا۔ آج وہ خود اسیر ہے!" اور اس کے بعد دیگر حکما سے کہا۔ "آپ سب صاحب بھی تابوت پر ہاتھ رکھ رکھ کے اپنے جذبات دلی کو ظاہر کریں۔ دیکھو آپ کیا کہتے ہیں؟"

یہ سنتے ہی سب حکیموں نے بڑھ بڑھ کے اور تابوت پر ہاتھ رکھ رکھ کے اپنے خیالات ظاہر کرنا شروع کر دیئے۔ ایک بولا! "بادشاہ سونے چاندی کو اپنے صندوقوں میں بند کیا کرتا تھا۔ اور آج خود زرنگار صندوق (تابوت) میں بند ہے!"

دوسرے نے بڑھ کے کہا "! اس جسم نے کیا دنیا کو چھوڑا۔ اور اب تابوت میں جانے کی اسے کیسی جلدی تھی!"

تیسرا بولا "کیسی حیرت کی بات ہے کہ جو سب پر غالب تھا مغلوب ہو گیا۔ اور جو ضعیف تھے زندگی کا لطف اٹھا رہے ہیں۔ اور پھولے نہیں سماتے"

چوتھے نے کہا "یہ وہ شخص ہے جس نے موت کے خیال کو تو مخفی رکھا اور اپنی آرزوئیں عالم آشکارا کر دیں۔ پھر موت کو کچھ دلوں اور کیوں نہ ٹالا کہ آرزوئیں بر آتیں؟ یا اپنی امیدوں کو اتنا مختصر ہی کیوں نہ رکھا کہ وہ موت کی دست برد سے بچ جاتیں"

پانچویں نے کہا "اے حرص و کوشش کرنے والے! تو نے وہ چیز جمع کی جس کی احتیاج رکھنے کے باعث تو ذلیل و خوار ہوا۔ پھر اس نے بوجھ نے تیرے ساتھ بیوفائی کی۔ اور اس کی تحصیل کے گناہوں کو تو نے کمایا۔ نتیجہ یہ ہے کہ تو نے جو کچھ پیدا کیا غیروں کے لئے تھا اور اس کا گناہ تیری ہی گردن پر ہے"

چھٹے نے کہا "تو ہمیں اکثر نصیحت کیا کرتا تھا۔ مگر اس مرجانے سے زیادہ بلیغ نصیحت کبھی نہیں کی تھی۔ لہذا جو عقل رکھتا ہو سمجھے اور جو چشم عبرت رکھتا ہو عبرت پکڑے"

ساتویں نے کہا "بہتیرے ہیبت زدہ تجھ سے دور اور تیرے خوف سے کانپتے رہتے۔ اور آج وہ تیرے سامنے اور پاس کھڑے ہیں اور تجھ سے نہیں ڈرتے"

آٹھویں نے کہا "بہت سے ایسے ہونگے کہ جب تو تقریر کرتا ہوتا انہیں آرزو ہوتی کہ تو خاموش ہو جائے۔ آج انہیں کو تمنا ہے کہ کوئی لفظ تیری زبان سے سنیں۔ اور تو خاموش ہے"

نواں بولا "کتنوں نے اس غرض سے اپنی پیاری جانیں دیں کہ تو نہ مرے اور بچ جائے مگر آخر تو مر ہی گیا"

دسواں بولا "کہ مجھے حکم تھا کہ آپ سے جدا نہ ہوں۔ اور آج کوئی تدبیر نہیں بن پڑتی۔ کہ کیونکر آپ تک رسائی ہو"

گیارہواں بولا "آج کا دن عظیم الشان دن ہے اس کی جو مصیبتیں جاری تھیں پلٹ آئیں۔ اور اس کی برکتیں جو آرہی تھیں واپس گئیں لہذا جس شخص کی سلطنت چھن گئی اس پر جس کسی کو رونا ہو آ کے رو لے"

بارہواں بولا "اے صاحب جبروت اسطرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو گیا۔ جیسے بدلی کو ہوا اُڑا لے جائے۔ اور تیری سلطنت کے آثار یوں مٹ گئے۔ جسطرح مکھی اُڑ جاتی ہے"

تیرھویں نے کہا "اے وہ شخص جسے ساری دنیا باوجود اس طول و عرض کے تنگ نظر آتی تھی۔ اب بتا کہ اس گز بھر زمین پر جس پر تیرا تابوت رکھا ہوا ہے تیرا کیا حال ہے؟"

چودھویں نے کہا "اس شخص پر تعجب کرو۔ جس کی یہ وضع دعا ہو دولت کے فراہم کرنے میں۔ بڑی شہرت حاصل کی۔ مگر وہ دولت ہی کیا تھی۔ ایک حقیر یا ذرا سی مٹ جانیوالی چیز یا ایک پرانا بوسیدہ اور کھوکھل درخت"

پندرہواں بولا "لوگو اس چیز کیطرف رغبت نہ کرو جس کی مسرت ناپائیدار اور جس کی لذت جاتی رہتی ہو۔ آج تو تم کھل گئی۔ کہ کون چیز مٹنے والی ہے؟ اور کون رہنے والی ہے؟"

سولہواں تابوت پر ہاتھ رکھکے بولا "دیکھو! اس سونے والے کا وقار کیا تشریف لیگیا؟ اور بدلی کیسی چھنٹ گئی؟"

سترھویں نے قدم آگے بڑھا کے کہا "اے وہ شخص جسکا غصہ موت تھا۔ تجھے موت پر غصہ نہ آیا؟"

اٹھارہویں نے کہا "اس گزرے ہوئے بادشاہ کو تم نے دیکھا اب جو بادشاہ زندہ باقی ہے اسے دیکھ کے نصیحت پکڑے"

انیسویں نے کہا "جس کی آواز پر خاموشی کے کان لگے رہتے تھے۔ آج خود خاموش ہے۔ لہذا جو خاموش تھے۔ اب ان کے لئے موقع ہے کہ بولیں"

بیسویں نے کہا "عنقریب وہ بھی تجھ سے آ ملیگا۔ جو تیری موت پر خوش ہوا ہو۔ جسطرح تو اس سے جا ملا مرنے کی تجھے خوشی تھی"

اکیسویں نے کہا "یہ کیا ہوا کہ اب تو کوئی ہاتھ پاؤں نہیں ہلاتا۔ حالانکہ تو وہ ہے جس کی نظر میں ساری دنیا حقیر و ذلیل تھی۔ اور کیا ہوا کہ تو تنگی مکان سے نہیں گھبراتا۔ حالانکہ شہروں کی چار دیواری میں تیرا دم گھٹتا تھا؟"

بائیسویں نے بڑھ کے کہا "دنیا کا یہ انجام ہے۔ اس لئے اگر پہلے ہی چھوڑ دیا جائے تو بہتر ہے"

اب حکما و فلسفی خاموش ہوئے تو سکندر کے دارو غہ باورچی خانہ نے آ کے تابوت پر ہاتھ رکھا اور کہا۔ "دستر خوان بچھے ہوئے ہیں۔ اور کھانے چنے ہوئے ہیں مگر سالار قوم کا پتہ نہیں"

اس کے بعد خزانچی نے آ کے کہا "مجھے دولت جمع کر کے رکھنے کا حکم تھا۔ اب یہ دولت کس کے حوالے کروں؟" اتنے میں کسی اور شکستہ دل نے آ کے کہا "یہ ساری لمبی چوڑی زمین اب سمٹ کے سات بالشت کی رہ گئی۔ (جس پر تابوت رکھا ہوا تھا) اگر یہ انجام پہلے سے معلوم ہوتا۔ تو اس کے اور چھور کا پتہ لگانے کیلئے تو گھر سے کیوں قدم باہر نکالتا؟"

اب دارا کی بیٹی روشنک جو اس کی بی بی تھی بڑھ کے آئی۔ اور بولی "تم سب نے جو کچھ کہا۔ اس سے تعریض اور طعن و تشنیع کی بو آتی ہے۔ میں تو بس اتنا کہوں گی۔ کہ مجھے اس کی خبر نہ تھی۔ کہ جس نے دارائے عجم کو مغلوب کیا تھا۔ کبھی وہ خود بھی مغلوب ہوگا"

پھر سب کی طرف دیکھ کے کہا "جو جام اُس نے پیا۔ اُسے تمہارے لئے چھوڑ گیا ہے۔ لہذا اب اس کے بعد اُسے تم بھر بھر کے پینا"

اس کے بعد جب سکندر کے مرنے کی خبر اُس کی ماں کو پہنچی تو بولی "آہ! میرا بیٹا تو دنیا سے چل بسا۔ مگر اس کی یاد میرے دل سے نہیں مٹی"

اطلاع

ڈاکٹر شیخ محمد امین صاحب ڈسپنسری اسسٹنٹ کو جو جماعت احمدیہ کے مخلص نوجوان ہیں۔ اور انہوں نے خوشی سے لا بتغاء مرضات اللہ چندہ فراہم کرنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ رسیدیں اس مطلب کے لئے دی جاتی ہیں۔ اور چندہ وصول کرنے کی اجازت دیجاتی ہے

پس امید ہے کہ احباب ان کو چندہ دیکر ان کی حوصلہ افزائی فرماویں گے۔ اور ان کو ثواب لینے کا موقع دیں گے۔ والسلام

(محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان)

حجاز ریلوے کا کام عنقریب شروع ہو جائیگا

ناگہاں ٹرکی میں حکومت کو انقلاب واقع ہو جانیسے حجاز ریلوے لائن مدینہ منورہ تک آکر رہ گئی۔ اور مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ اور مکہ معظمہ سے بندر جدہ تک جو سلسلہ زیر تجویز تھا۔ اسکی تیاری کا ملتوی ہوگئی۔ لیکن اب مسلمان یہ خبر یقیناً کمال اطمینان و مسرت سے سنیں گے۔ کہ ایک مصری ہمعصر کے نامہ نگار قسطنطنیہ کی تحریر کے بموجب ٹرکی گورنمنٹ نے جدہ سے مکہ تک کی زیر تجویز لائین کے ابتدائی امور پر غور کرنے کے لئے جس کمیٹی کو مامور کیا تھا۔ وہ اپنی کارروائی مکمل کر چکی ہے اور اسکی سفارش پر گورنمنٹ نے قرار دیا ہے کہ آئندہ ماہ اپریل ۱۹۱۱ء سے لائن کی تعمیر کا کام بسرعت و بہمت جاری کیا جائیگا۔ کام باقاعدہ شروع ہو جانیکے بعد غالباً اس کی تعمیر میں دیر نہ لگیگی۔ اور امید ہے کہ دنیائے اسلام کے دونوں عظیم الشان مرکزی مقامات مکہ معظمہ و مدینہ منورہ ایک ہی سال کے اندر بذریعہ ریلوے باہم پیوستہ ہو جائیں گے۔"

لنڈن کی مسجد

اس ہفتہ کی ڈاک سے اخبار لنڈن ٹائمس کا جو پرچہ ہندوستان میں موصول ہوا ہے۔ اس میں اس سکیم کے تفصیلی حالات مندرج ہیں جو لنڈن کے مسلمانوں نے وہاں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کرنیکے لئے جاری کی ہے۔ وہ کمیٹی اس مبارک خیال کو عملی صورت دینے کے لئے قایم ہوئی ہے۔ وہ بڑی طاقتور با اثر ہے اور مختلف ملکوں کی اسلامی آبادی کے نمایندے اس میں دیکھے جاتے ہیں۔ ہز ہائینس سر آغا خان بہادر ہندوستان حصہ کے پریسیڈنٹ ہیں۔ اور آپ نے پانچ ہزار پونڈ مسجد کے فنڈ میں دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ رائٹ آنریبل مسٹر امیر علی جنرل کمیٹی کے چیرمین ہیں۔ اور ان کے رفقا میں عثمانی سفیر ایرانی منسٹر لارڈ میکنگٹن۔ لارڈ ایمپٹھل۔ لارڈ ڈایوبری۔ لارڈ رانلڈ شی سر سیمور کنگ۔ سر ولیم ل ممبران پارلیمینٹ سر تھیوڈور مارلین۔ سر ڈگیس۔ لا ٹوش۔ مرزا عباس علی بیگ صاحبان ممبران انڈیا کونسل۔ مسٹر سی۔ اے لطیف میجر رحسین بلگرامی جیسے با اثر اصحاب کے اسمائے گرامی پائے جاتے ہیں۔ کمیٹی نے ایک لاکھ پونڈ جمع کرنیکا ارادہ کیا ہے اور اس کے معقول حصہ کی بابت اسے پختہ وعدے مل چکے ہیں۔ حامیان سکیم کی کوشش ہے کہ دار السلطنت لنڈن میں ایک ایسی عظیم الشان مسجد تعمیر کریں۔ جو رفعت و عظمت میں سینٹ پیٹرسبرگ کی مسجد سے بھی بالا ہو کیونکہ دار اس کی دار السلطنت میں اسلئے۔ مسلمان رعایا کی کثرت تعداد کے اعتبار سے بھی دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کہلانیکی مستحق ہے اسی لئے لنڈن کی مسجد کے متعلق اس کا ارادہ کیا گیا ہے کہ اس میں ایک ہزار آدمی بہ آسانی نماز ادا کر سکیں اور اسلامی لٹریچر کا ایک کتب خانہ بھی اس کے ساتھ موجود رہے

نشانات مرزا

امرتسری منکر کے رسالہ الہامات مرزا کے جواب کا اعلان ہوتے ہی۔ احباب نے مسرت آمیز اور حوصلہ افزا خطوط لکھنے شروع کئے ہیں شیخ ہاشم علی صاحب نے لئے سلسلہ نے بڑے جوش سے خط لکھا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی احباب ہر طرح سے مدد دینے کو لئے تیار رکھے ہوئی میری رائے میں یہ کتاب مفت تقسیم ہونی چاہیئے اگر ایک سو احباب ایسے نکل آئیں۔ جو اس کی دس دس جلدیں خرید کر مفت تقسیم کرنیکا وعدہ کریں تو ایک ہزار کاپی مفت شایع ہو سکتی ہے بیضے سر دست دو ہزار کاپیاں اس رسالہ کی چھاپنے کا ارادہ کیا ہے بعد میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ یہ رسالہ اخیر فروری ۱۹۱۱ء تک انشاء اللہ العزیز شایع ہو جائیگا۔ جو لوگ مفت تقسیم کے لئے تیار ہوں وہ اپنے ناموں سے اطلاع دیں کوئی رقم اس مقصد کیلئے سر دست میرے پاس نہ بھیجی جائے۔ بلکہ جبکہ کتاب نصف کے قریب پریس میں جا چکے گی اس وقت میں انشاء اللہ العزیز اعلان کردوں گا۔

اب صرف درخواستیں بھیجنی چاہئیں"

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک میڈیکل ایجاد سے دو ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے روح حیات کی تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۹۹۳ روپے تصدیق کرتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اس قدر کثرت سے بکری ناممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کے۔ کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے کہ جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سینے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر جھبرے تالگ صاحب بہادر لفٹیننٹ سرجن انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ احباب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر پٹھوں گردے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی مارے تو بھی چپ ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کی استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۹۹۳ روپے کی روح حیات کی دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا ہیں جو بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالتیں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ امراض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل بنیر اہدف دوا ہے۔ بلکہ اعصاب کی ایک طاقت افزا غذا ہے۔ یا یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرے میں رونق و آبداری حاصل ہو کر قوت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفیعہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے روح حیات بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر استعمال مقوی دواؤں پر ترجیح دیجاوے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جنپر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو ممتاز اور بڈھے کو صاحب بکار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے روح حیات کی حیرت انگیز شہرت اور کثرت خریداری کو دیکھ کر لوگ مجھے کیمیاگر کے نام سے پکارا کرتے ہیں قیمت فی شیشی روح حیات عہ۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی روغن داغو سستی موجود ہے۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کرتا ہے رگوں پٹھوں کی سستی اور لاغری بے رونقی وغیرہ دور ہو کر معمولہ طاقت بحال ہو جاتی ہے۔ مایوس مریضان نامردی کو مرد کامل بناتا ہے اور لطف یہ کہ پھر عمر بھر کسی اور دوائی کے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت روغن داغو سستی شیشی کلاں چار روپے چار آنہ للعہ :- یہ دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر۔ کیمیاگر پروپرائٹر شفا خانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہار و نکی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل یہ سماں دکھاری ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی سے نہیں چلتا ہم پہلے وہ دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے تو لئے تناسل کے متعلق اندرونی قسم قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روز کے استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ نسخہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جو اہل آپ کے طیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے۔ پھر اگر فائدہ ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس (عہ)

طلاء طلسمی۔ بیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں کو یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خود کشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اس کو پائیں گے۔ قیمت ۲ ماشہ عا۔ سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر۔ منجن دندان :- دانتوں کی کل بیماریوں کو رفع کرنیوالا۔ دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی۔

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دواء

یہ دوا چھبیس ۲۶ برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دواء کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مارتی ہے سال سے اس کی چار یا پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے۔ اور تلی کو گھٹاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴) محصولڈاک دو شیشی ۸ر
قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸ر) محصولڈاک دو شیشی ۶ر

داد کا مجرب مرہم

ایک مرتبہ لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ (۱ر) محصولڈاک ایک ڈبیہ سے لیکر ۶ ڈبیہ تک ۵ر بارہ ڈبیہ ۶ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

ار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے - کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے - مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا - جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نہ کرے - اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اور اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں - اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں - اور

عاشق قرآن مجید حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں - اُن کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا - تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور - ہدایت اور شفاء ہے "

ھدایتی پارہ - - - (اکروپیہ) عہ

نوٹ سات پارے تیار ہیں - ساتوں کے اکٹھے خریدار سے - سات روپیہ (للعہ) سو محصول ڈاک دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو +

ایوان خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی طبیعت اس وقت تک کہ یہ سطور (۱۳ فروری ۱۹۱۱ء) لکھی جارہی ہیں خدا کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ اور صحت جلد جلد عود کر رہی ہے۔ زخم کی حالت بھی قابل اطمینان ہے۔ اور وہ دن بدن بھرتا آتا ہے۔ ہڈی پر گوشت آگیا ہے۔ آپ عموماً بیٹھے رہتے اور خدام سے باتیں کرتے رہتے ہیں غذا کی طرف بھی طبیعت متوجہ ہونے لگی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اتمام حجت

کانے دجال نے لکھا تھا کہ مرزائیوں کی اضطراری دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح بچ گئے کانے دجال پر تو اس سے بھی اتمام حجت ہوتا ہے۔ کہ احمدی قوم کی دعاؤں میں وہ تاثیر اور قوت ہے کہ وہ اس شخص کی پیشگوئی کو ٹلا سکتی ہے۔ جو انک لمن المرسلین ہونے کا مدعی ہے اور قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ کافروں کی دعائیں کامیابی کا منہ نہیں دیکھتی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔ اس آیت کے مفہوم کو مدنظر رکھ کر یہ امر آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور احمدی قوم ایک خاص رتبہ رکھتی ہے۔ جس کی دعاؤں کو شرف قبولیت دیا جاتا ہے۔ بہر حال خدا تعالےٰ کے فضل و کرم کے ہم شکر گذار ہیں۔ کہ اس نے اس سلسلہ کی اور اسلام کی حضرت خلیفۃ المسیح کی بقاء سے مدد فرمائی۔

حضرت کی بیماری سے قوم کو فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور ان مفاد۔ اور مضار پر غور کرنی چاہیئے۔ جو اس کو حاصل ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت پر تین مہینے کے قریب گذر گئے ہیں۔ اور یہ اتنا لمبا عرصہ ہے کہ میں نے ایک روز دریافت کیا کہ حضور کی تمام زندگی میں بیماری کا اتنا لمبا زمانہ نہیں گذرا ہوگا؟ فرمایا کبھی نہیں۔

حضرت کی علالت کی وجہ سے قوم کو آپ کے وجود کی سچی قدر و قیمت کا اندازہ کرنے کا موقعہ ملا۔

درس قرآن

سب سے پہلا نقصان جو آپ کی علالت سے پہنچا۔ وہ درس قرآن کا بند ہونا تھا۔ صبح و شام حضرت کا معمول تھا۔ کہ آپ قرآن مجید کا درس دیتے۔ اور اس حقایق و معارف کے خزانوں کو تقسیم فرماتے اور بہتوں کے لئے موجب ہدایت ہوتا۔ مدرسہ کے طالبعلموں کو خصوصیت سے ایک موقعہ حضرت کی صحبت میں روزانہ بیٹھنے کا اس طرح میسر تھا۔ اور قرآن مجید سے انہیں دلچسپی اور محبت پیدا ہوتی تھی۔ مگر تین مہینے کا یہ لمبا زمانہ نہایت خاموشی سے گذرا ہو رہا ہے۔

ناظمان مدرسہ کو چاہیئے تھا کہ وہ حضرت کی خدمت میں عرض کر کے درس قرآن کریم کا کوئی باقاعدہ اور مسلسل انتظام رکھتے مگر یہ فروگذاشت حضرت خلیفۃ المسیح کے پاک وجود کی عظمت کو اور بھی بڑھا دیتی ہے۔ کہ آپ کے دل میں کس قدر درد اور جوش

کلام الٰہی کی تبلیغ اور تعلیم کا ہے

اگر آپ کبھی بیمار ہو جاتے تو ذرا سا افاقہ ہونے پر بھی کم از کم درس قرآن کے لئے ضرور تشریف لے آتے تھے۔ اور اگر نصیب اعدا ایسا ہی موقعہ ہوا کہ نہیں آسکے۔ تو مولوی سید سرور شاہ صاحب ہی کو حکم دیدیا کہ درس دیدو۔ غرض درس کے نظام کو آپ نے کبھی ٹوٹنے نہیں دیا۔ مگر خدا کی شان ہے۔ کہ اس زمانہ علالت میں سلسلہ قایم نہ رہ سکا۔ اور نہ کسی نے اس کے قایم رکھنے کیطرف توجہ کی۔ جو افسوس ناک امر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے یہ امر قطعاً خوشی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ یہ ایک امتحان تھا جو جماعت کو پیش آیا۔

طبی مشورہ

پھر حضرت کے وجود باجود سے جو عظیم الشان فایدہ مخلوق کو پہنچ رہا تھا وہ جسمانی علاج ہے۔ اس عرصہ میں یہ سلسلہ بھی بند رہا۔ اگرچہ بہت کم ایسا اتفاق بھی ہوا کہ ایام علالت میں باہر سے آئے ہوئے بعض مریضوں کو یا بعض مقامی مریضوں کو آپ نے طبی مشورے دیئے ہیں۔ جو عرصہ میں جو حالت مریضوں کی ہو رہی ہے۔ باوجود یکہ ڈسپنسری موجود ہے۔ اور ڈاکٹر الٰہی بخش اور شیخ عبد اللہ صاحب نہایت توجہ سے علاج کرتے ہیں۔ پھر بھی وہ بات جو حضرت کے علاج اور توجہ میں تھی وہ مریضوں کو کہاں حاصل؟ اس غیر حاضری نے بتا دیا ہے کہ آپ کے وجود سے جو فائدہ جسمانی رنگ میں پہنچتا تھا۔ کیسا قیمتی اور گرانمایہ تھا۔

اہل حاجت

مختلف حاجتمندوں کی حاجت روائی آپ کا معمول ہے۔ بیماری کے دنوں میں اس معمول میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ اس طرف طبیعت بہت متوجہ رہی۔ یہ عملی سبق تھا۔ جو ایام علالت میں حضرت نے دیا کہ

مخلوق کی نفع رسانی میں کوشش کرو!

حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت سے قوم کو جو نقصان پہنچا ہے۔ اس کی تفصیل بہت بڑی ہے۔ میں نے صرف اشارۃً اس مضمون کا ذکر کیا ہے۔ قوم کو خود غور کرنا چاہیئے۔ اور جسقدر وہ اس پر غور کرے گی اسی قدر حضرت کیساتھ محبت اور تعلق بڑھیگا۔

علالت سے ایک فائدہ بھی پہونچا ہے اور وہ یہ ہے کہ

دعاؤں کی تحریک ہو گئی

قوم میں توجہ الی اللہ کا ایک جوش پیدا ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اس جوش کو دیکھ کر تو یہی فرمایا کہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ مگر میرے دوستو! آپ نے کبھی اس پر غور کیا ہے کہ یہ بات ہم میں پیدا کرنے کے لئے

امام کو کیسی قربانی کرنی پڑی ہے

اس نے اپنے نفس کا فدیہ دیا تاکہ ہمیں زندگی کرے اور باوجود ان تکالیف اور دردوں کے جو اس بیماری میں اس نے اٹھائے۔ وہ پھر بھی ہماری کسی اصلاح پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری اصلاح اور بہتری کے لئے اس کے دل میں کیسا درد اور تڑپ ہے یہ مضمون اس قابل ہے کہ اس پر بہت کچھ لکھا جائے۔ کہ حضرت کی علالت سے کیا نتایج پیدا ہوئے؟ اور ان شاء اللہ العزیز توفیق ملنے پر کبھی لکھونگا۔ سردست اس کو قوم کے غور کے لئے چھوڑ کر اور باتیں درج کرتا ہوں

تعلیم قرآن کا شوق

حضرت خلیفۃ المسیح کی تو غذا ہی قرآن ہے اور پھر مخلوق کو اس کے پہونچانے کا جوش بیحد آپ کے دل میں ہے۔ ناظرین کو معلوم ہے۔ کہ قرآن مجید کے سننے کا شغل تو آپ نے جاری ہی رکھا ہے۔ اب قرآن مجید کے درس کا بھی ایک طریق نکال لیا ہے۔ ایک دوست حافظ روشن علی صاحب سے قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ حافظ صاحب کو ایک دینی خدمت کے لئے باہر جانا پڑا۔ تو آپ نے خود ان کو پڑھانا شروع کر دیا۔

جنّ

ایک روز سورۃ جن اس نے پڑھی۔ اور سوال کیا۔ کہ جن کیا ہوتے ہیں؟ اس کے جواب میں حضرت نے جو کچھ فرمایا میں اسے اپنے حافظہ کی بنا پر بطور خود ترتیب دیکر لکھتا ہوں۔

فرمایا۔ جنّ اللہ تعالےٰ کی ایک مخلوق ہے۔ اللہ تعالےٰ نور اور ظلمت دونوں کا خالق ہے۔ پھر نوری مخلوق کے مظاہر ہیں۔ ملائکہ۔ اور انبیاء و رسل۔ اولیاء اللہ۔ اور دوسرے صلحا۔ اور راستباز یہ نوری مخلوق ہے۔ اور نور کے مظاہر ہیں۔ اسی طرح ظلمت کی بھی ایک مخلوق ہوتی ہے اور اس کے مظاہر بھی ہوتے ہیں۔ ظلمت کے فرزندوں میں سب سے بڑا وجود ابلیس کا ہے۔ پھر اس کے مظاہر ہیں شریر اور بدچلن لوگ ہر قسم کی اذیت دینے والے۔ ان مظاہر کو وہ نور کے ہوں یا ظلمت کے علیٰ قدر مراتب دیکھتے بھی ہیں۔ ملائکہ بھی بعض کو نظر آتے ہیں۔ ہاں یہ ضروری نہیں کہ سب کے سب ان کو دیکھیں۔ میں نے ملائکہ کو بھی دیکھا ہے۔ اور شیطان کو بھی دیکھا ہے ان ایام میں جبکہ میں نور دین کتاب لکھ رہا تھا۔ جو آخر لاحول کے حربہ سے بھاگ گیا

غرض جنّ بھی ایک مخلوق ہے۔ حدیث میں سانپ کا لاکتا۔ مکھی۔ بھوری چیونٹی۔ اور وبائی جرم وغیرہ پر بھی جنّ کا لفظ بولا گیا ہے۔ یہ کیڑے تاریکی میں پرورش پاتے ہیں۔ طاعون کے کیڑے کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ تاریکی میں پرورش پاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ظلمت کی مخلوق ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی لئے فرمایا ہے۔ کہ جب شام ہو جاوے۔ تو اپنے دروازوں کو بند کر لو۔ اور بچوں کو باہر نہ جانے دو۔ کیونکہ تاریکی میں کیڑے نقصان پہونچاتے ہیں۔ دروازے بند ہوں تو وہ ٹکر کھا کر ہلاک ہو جاتے ہیں یہ کیسا سچا فلسفہ ہے۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت دی تھی۔ اب صوبہ کے لفٹنٹ گورنر نے طاعون کے متعلق جب ہدایات دیں تو انہوں نے بھی یہی لکھا ہے ظاعون کے کیڑوں کا تعلق چوہوں سے ہے۔ اور چوہے بھی دیواروں و زمین کے نیچے بلوں میں اندھیرے میں رہتے ہیں۔ پس جنّ ایک مخلوق ہے۔ اور یہاں جنّ ایک قوم کا ذکر ہے جو بنی عقش کہلاتے تھے۔ اور قوموں کے نام اس قسم کے ہوتے ہیں جیسے بعض اقوام کو ملک کہدیتے ہیں۔

درس قرآن مجید کا اجرا

میں اوپر کی سطروں میں درس قرآن مجید کے بند رہنے کے متعلق کچھ لکھ چکا ہوں۔ ابھی یہ مضمون میں نے ختم نہیں کیا تھا۔ کہ مجھے اطلاع ملی کہ حضرت نے اس ضرورت کو محسوس کر کے صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو حکم دیا ہے کہ وہ بعد عصر قرآن مجید کا درس دیا کریں۔ اور اگر وہ کسی وجہ سے نہ دے سکیں (کیونکہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی طبیعت بھی قدرے ناساز رہتی ہے) تو پھر مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ اور اگر وہ بھی نہ دے سکیں۔ تو قاضی مولوی سید امیر حسین صاحب درس دیں۔ آج ۱۳ فروری ۱۹۱۱ء سے بعد عصر مولوی سید سرور شاہ صاحب قرآن مجید کا درس شروع کریں گے و للہ الحمد۔

تقرب الی اللہ کی راہ ڈھونڈو

جنّ کے متعلق مندرجہ بالا لوگ بیان کر کے فرمایا کہ قرآن مجید میں جو احکام ہیں انپر بھی فقہ کی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ اور ایسے سوالات لوگ کرتے ہیں۔ جنکا کوئی تعلق قرب الٰہی کی راہوں سے نہیں ہوتا۔ مثلاً آدم پہلے کیونکر پیدا ہوا۔ پھر اس کی بیوی کیونکر پیدا ہوئی۔ نکاح کیسے ہوتے تھے؟ وغیرہ ایک لمبا سلسلہ ایسے سوالات کا ہوتا ہے۔ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان راہوں کو تلاش کیا جاوے جو اللہ تعالےٰ کے قرب کی راہیں ہیں۔ بعض ہی تھوڑے آدمی ہوتے ہیں۔ جو ان باتوں پر توجہ کرتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ لوگ ان باتوں پر غور کریں۔"

قرآن مجید کی خاص عظمت

حضرت کے دل میں قرآن مجید کی عظمت جس درجہ پر ہے۔ اسکا اظہار کسی قدر اس امر سے ہو سکتا ہے کہ آپ جب قرآن مجید سنتے ہیں علی العموم حافظ قرآن کو کرسی پر یا اپنے برابر چارپائی پر بیٹھا لیتے ہیں۔ ایک روز اللہ تعالےٰ نے رویا میں آپ کو مدرسہ دینی کے بعض حالات سے اطلاع دی۔ آپ نے اسی وقت توجہ کرنیکا حکم دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عظمت قرآن کو کسطرح قایم کرنا چاہتے ہیں۔

لنگر خانہ کیطرف توجہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات میں یہ امر قابل یادگار رہیگا۔ کہ ایک مرتبہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر کثرت مہمانان کیوجہ سے بعض لوگوں کو وقت پر کھانا نہ ملا۔ اور ملا تو بعض ہو کے رہے۔ حضرت مسیح موعود کو الہام ہوا۔ یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَالْمُعْتَرَّ۔ اسی طرح پر آجکل حضرت خلیفۃ المسیح کے دل میں اللہ تعالےٰ نے لنگر خانہ اور مہمان خانہ کی طرف توجہ کو مبذول فرمایا ہے۔ آپ نے جدید مہمان خانہ تیار کرنے کے لئے حکم دیا ہے۔ اور بعض ضروری اصلاحوں کے لئے ہدایات آپ نے جاری کی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بہت جلد مہمان خانہ کی اصلاح اور مدرسہ احمدیہ میں طالبعلموں کی نشست وغیرہ کے لئے ضروری سامان کی بہم رسانی عمل میں آ جائیگی۔

آپ نے مہمان خانہ کی جدید تعمیر کے متعلق مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا ہے۔ کہ ہماری زندگی میں تعمیر کرا دو تاکہ ہم دیکھ لیں۔ کیا آپ اینٹ پتھر کی عالیشان عمارتوں کے دلدادہ ہیں؟ یہ ایک سوال ہے جو دلمیں اُٹھتا ہے۔ اس کا جواب صاف ہے۔ کہ ہرگز نہیں۔ آپ نے محض امام علیہ السلام کے حکم سے اپنی وسیع اور عالیشان عمارتوں کو یکدم چھوڑ دیا۔ اور پھر انہیں جا کر بھی نہیں دیکھا پھر اس تاکیدی حکم کا سرّ کیا ہے؟ اسکا سرّ یہی ہے۔ کہ آپ بہت جلد ان تکالیف کو دور کرنا چاہتے ہیں جو کسی ایک یا دوسری وجہ سے مہمانوں کو ہوتی ہیں۔ آپ کی پاک خواہش یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جو محض خدا کے لئے۔ اور دین سیکھنے کیخاطر دور دور سے یہاں آتے ہیں۔ انہیں کوئی تکلیف نہ ہو۔ لنگر خانہ اور مہمان خانہ کی اصلاح آپ ایسے طریق پر کرنیکے خواہشمند ہیں کہ احباب کو بہت آرام ملے۔ یہ بھی نفع رسانی مخلوق ہی کا خیال ہے

شرح بسط

ناظرین کو معلوم ہوگا۔ کہ حضرت نے فرمایا تھا۔ کہ میرا نام آسمان پر عبد الباسط ہے۔ آپ کے حالات میں ہر چیز کے بسط کے نظارے تو بارہا دیکھے گئے ہیں۔ مگر چونکہ یہاں صرف واقعات ایام علالت کا ذکر ہے اسلئے انکا ہی ذکر کرنا چاہیئے۔ کچھ دن گذرے کہ آپ کی طبیعت اچار کیطرف متوجہ ہوئی۔ اور زمیندارہ کے اچار کو آپ نے چاہا اس خواہش کے اظہار پر کثرت سے نہ صرف اچار بلکہ مختلف قسم کے اچار آنے لگے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ میرے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا بسط کیا ہے۔ جس چیز کی خواہش میرے دل میں ہوتی ہے۔ وہی کثرت سے مہیا ہو جاتی ہے۔ یہ اسکا رحم اور غریب نوازی ہے۔

لَا یَخَافُ عُقْبٰهَا

ایک مخالف کے لڑکے کا ذکر تھا وہ اپنی تعلیم کے سلسلہ کو جاری رکھنے کی خاطر اعانت چاہتا تھا۔ ایڈیٹر الحکم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ بے نیاز ہے۔ خدا کے ماموروں پر نکتہ چینی کا نتیجہ کبھی مبارک نہیں ہوتا۔ حضرت مرزا صاحب کی ذرّیت پر اعتراض کا یہ وبال ہے۔ اور اگر غور کیا جاوے تو اسی دن سے یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے جب اس نے اعتراض کیا۔ قرآن مجید میں مرد صالح کی اولاد کے متعلق ایک واقعہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے دو راستبازوں کو جن میں ایک عظیم الشان نبی تھا انکی دیوار کو درست کرنے کے لئے بھیجدیا۔ اور فرمایا۔ کَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان بچوں میں کوئی کمزوریاں ہوں گی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ان کے باپ کی صلاحیت اور نیکوکاری کے باعث ان بچوں کی پردہ پوشی بھی کی۔ اور نقصان سے بچایا۔ اور دوسری طرف فرمایا لَا یَخَافُ عُقْبٰهَا۔ اللہ تعالےٰ کا جب غضب بھڑکتا ہے۔ اور اس کا عذاب شریروں پر آتا ہے تو پھر خدا تعالےٰ ان کی اولاد کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ لَا یَخَافُ عُقْبٰهَا کے ایک یہ معنے بھی ہیں عقبیٰ میں اولاد کو داخل کیا ہو۔ خدا کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ انسان اگر اپنی اولاد سے نیکی کرنا چاہے تو اس کا ایک طریق یہ بھی ہے۔ کہ خود صالح بنے متقی ہو پھر اللہ تعالےٰ اس کی اولاد کو کبھی ضائع نہیں کرتا۔

سابق بالخیرات

حضرت خلیفۃ المسیح کی عام عادت ہے کہ کوئی نیک تحریک اور کوئی کرے آپ اس میں ضرور سب سے پہلے حصہ لیتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب ناظم مدرسہ احمدیہ کو خیال ہے۔ کہ کوئی آدمی مصر بھیجا جائے۔ جو وہاں تعلیم حاصل کرے اور پھر وہ مدرسہ احمدیہ میں کام کرے۔ ایسا ہی اس کے ذریعہ اور ضروری کام بھی لئے جاویں۔ یہ تجویز حضرت کی خدمت میں پیش ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ دو تین آدمی بھیجنے چاہئیں نصف خرچ ہم دیدیں گے۔ یہ کیسی اولوالعزمی کی زندہ مثال ہے۔ عربی زبان کی خدمت کا آپ کو چونکہ خاص شوق ہے۔ اس لئے کہ وہ قرآن مجید کی زبان ہے۔ پس آپ ایسے کام میں جس سے قرآن مجید کی خدمت ہو سکے دل کھول کر روپیہ صرف کرنے کو تیار رہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ مصر میں طالبعلم بھیجنے کی تحریک اگر عام کی گئی تو بہت سے لوگ اس نیک کام میں حصہ لیں گے۔ اور اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال ہو تو ممالک اسلامیہ اور ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے یہ مبارک فال ہوگی۔ کیونکہ جو جماعت اسطرح تیار ہو جائے گی۔ وہ اشاعت کے ضروری کام کو بھی اپنا مقصد قرار دیگی۔ اور وہاں کے حالات اور کوائف کے ماتحت حضرت کو اطلاع دیتی رہیگی۔ کہ کن طریقوں سے یہاں اشاعت سلسلہ ہو سکتی ہے۔ میں نے اس امر کو سردست تحریک کے رنگ میں نہیں لکھا۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے اندر سابق بالخیرات ہونیکا کتنا بڑا جذبہ ہے۔ خدا کرے ہم سب کو اسکے اتباع کامل کی توفیق دے۔ آمین (ایڈیٹر)

الحکم کے سرپرستوں کا کالم

(۱) **سرنوب** والے نوٹ کو پڑھ کر جن احباب نے ایڈیٹر الحکم کی خدمات کے اعتراف میں خصوصیت سے خط لکھے ہیں۔ اور چاہا ہے کہ انہیں الحکم میں چھاپ دیا جاوے۔ وہ اپنے خادم کو معذور سمجھیں گے۔ اگر وہ ان کے خطوط الحکم میں چھاپنے سے پرہیز کرے۔ چودہ سال کے اندر ایڈیٹر الحکم نے ایسے خطوط چھاپنے سے ہمیشہ پرہیز کیا ہے۔ جن میں اس کی شخصیت کا تذکرہ ہو۔ اس لئے کہ اخبار ایڈیٹر کی ذاتی تعریفوں کے چھاپنے کیلئے نہیں۔ میں ایسے دوستوں کے وجود پر خدا کا شکر گذار ہوں۔ جو ایڈیٹر الحکم کو اپنا سچا نیاز مند یقین کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

(۲) منشی قائم علی صاحب مدرس باوجودیکہ انہیں الحکم پڑھنے کو مل جاتا ہے۔ مگر وہ الحکم کی اعانت کے خیال سے الحکم لینا چاہتے ہیں۔ اور ایک روپیہ قیمت کے علاوہ بطور زر اعانت دیتے ہیں۔

(۳) قاضی عبداللہ صاحب طالبعلم بی۔ اے کلاس علیگڑھ کالج سے الحکم ہی خریدنا پسند کرتے ہیں۔

(۴) سردار عبدالحمید خان ایک پشاوری معزز بزرگ الحکم کی خریداری کی خواہش کرتے ہیں۔

(۵) دولت خان صاحب احمدی ضلع کانگڑہ سے درخواست بھیجتے ہیں۔

(۶) چودہری صوبہ خان ضلع شاہ پور سے درخواست کرتے ہیں۔

(۷) میاں الٰہ بخش صاحب ضلع ہوشیارپور سے الحکم جاری کراتے ہیں۔

(۸) سید ولایت شاہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن صاحب ایک خریدار بھیجتے ہیں۔

مندرجہ بالا رفتار ہر چند قابل اطمینان نہ کہی جا سکتی ہو۔ مگر میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں۔ کہ احباب کو الحکم کے بقا اور استحکام کا خیال ہو رہا ہے۔ اور ان میں الحکم کے لئے حرکت پیدا ہو گئی ہے۔ جہاں ایک طرف ان دوستوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو اخبار کے جدید خریدار بہم پہنچا رہے ہیں۔ یا جو از خود الحکم کی خاص خوبیوں کیوجہ سے اُسے لینا پسند کرتے ہیں۔ وہاں یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ الحکم کے ان دوستوں کا بھی ذکر ہوتا رہے۔ جو کسی نہ کسی وجہ سے اس کو چھوڑتے ہیں۔ اگرچہ اخبارات کے لئے یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہوتی۔ خریداران اخبار میں بعض شامل ہوتے اور بعض الگ ہوتے ہیں۔ مگر میں ایک خصوصیت کی بنا پر اس سلسلہ کو اخبار میں جاری رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر ایسے بزرگ وجوہات ترک خریداری کا ذکر بھی کرتے رہیں تو شاید ایڈیٹر کو بہترین مشورہ مل جایا کرے۔ بہر حال اس دوسرے طبقہ میں سب سے پہلے جس بزرگ کا نام میں افسوس سے دینے کے قابل ہوں۔ وہ قاضی غلام حسین صاحب ہیلتھ آفیسر اسسٹنٹ ہیں۔ جو الحکم کی برادری سے الگ ہونے پر ان تفرقاً یعنی اللہ کل من سعتہ پڑھتا ہوں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

نہایت قلق سے یہ خبر شایع کی جاتی ہے کہ ڈاکٹر علی احمد خان صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ جو سلسلہ عالیہ کے ایک نہایت مخلص اور سرگرم نیکو کار نوجوان تھے فوت ہوگئے۔ ڈاکٹر صاحب الحکم کے خریدار نہیں سرپرستوں میں سے تھے۔ نوجوانی میں نیکی اور خدا ترسی خدا تعالےٰ کے محض فضل سے ہی ملتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب بڑے سرگرم احمدی تھے۔ اور سلسلہ کی تحریکات میں دلچسپی سے حصہ لیتے۔ اور اپنے فرائض کو نہایت ہوشیاری اور خوف خدا سے ادا کرتے۔ چودہری علی احمد خان صاحب والد بزرگوار کے چودہری غلام قادر خان صاحب سٹروعہ ضلع ہوشیارپور کے رئیس اور وہاں کی احمدی جماعت کے لیڈر ہیں۔ اس پیرانہ سالی میں یہ صدمہ ان کے لئے بڑا صدمہ ہے۔ مگر مومن پر جسقدر بڑا ابتلا آتا ہے اسی قدر اس کے صبر میں جزائے عظیم ہوتی ہے۔ میں تمام احمدی بھائیوں سے التماس کرتا ہوں کہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھ دیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور اپنے رضا کے مقام پر اٹھائے۔ اور ان کے پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ (آمین)

کشمیری کانفرنس

اراکین انجمن کشمیری مسلمانان لاہور نے اپنی ایک خاص میٹنگ میں اس امر کا قطعی فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ امسال انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسہ کے ساتھ جو ۱۴-۱۵-۱۶ اپریل کو ہوگا۔ لاہور میں کشمیری کانفرنس کا جلسہ بھی منعقد کیا جاویگا۔ علاوہ اور ضروری معاملات کے فوجی اور زمینداری مسئلہ بھی پیش ہوگا۔ اس لئے وہ احباب جو فوج میں ملازم ہیں یا فوجی پنشنر ہیں۔ اور زراعت میں ضرور اس کانفرنس میں تشریف لاکر ممنون فرمادیں۔ (محمد حیات جائنٹ سکرٹری) لاہور

نوٹی فائڈ ایریا قادیان

قادیان کے نوٹی فائڈ ایریا کا پہلا محرک ایڈیٹر الحکم ہے۔ اور قریباً دس سال ہوئے کہ آئے۔ جب اس نے اس تحریک کو شروع کیا تھا۔ بڑی جد و جہد اور مخالفت کے بعد آخر اس میں کامیابی ہوئی اور قادیان رقبہ مشتہرہ قرار دیا گیا۔ قادیان کے رقبہ مشتہرہ قرار دینے کی غرض اور اس تحریک کا اصل مقصد صرف یہ تھا کہ قادیان کی حالت صفائی بہترین پیمانہ پر لائی جائے مگر مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ میرے جیسے رقبہ مشتہرہ کے حامی اور محرک کو آج یہ کہنے کی ضرورت پیش آئی ہے کہ قادیان کی حالت صفائی حفظ صحت کے اصولوں کی بنا پر پہلے سے بدترین حالت میں پہونچ گئی ہے اس میں کوئی کلام نہیں کہ باشندوں کو بعض حدود اور قواعد کے ماتحت ایسے بہت سی تکالیف بھی ہیں۔ لیکن اگر ان تکالیف کا کوئی بہترین نتیجہ پیدا ہو سکتا اور باشندوں کے آرام کی صورت اچھے پیمانہ پر پیدا ہو جاتی تو کمیٹی کا کام شکر گذاری کی نظر سے دیکھا جاتا۔ مگر اب حالت دگرگوں ہے۔ گلیوں کی حالت ایسی خراب ہو رہی ہے کہ ان میں گذرنا محال ہو رہا ہے خاکروبوں کو صفائی شہر کے لئے خوب تنخواہ ملتی ہے مگر وہ صفائی کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ میں ایسے کوچوں کا تجربہ رکھتا ہوں جہاں کبھی خاکروب نظر بھی نہیں آیا۔ اس پر یہ روپیہ جو ٹیکس کر لیا جاتا ہے اسکا استعمال کسی بہترین شکل میں ہونا چاہیئے بعض محلوں کی نالیاں ایک سال سے منظور ہو چکی ہیں۔ مگر ۱۴ فروری ۱۹۳۱ء تک ان کی داغ بیل بھی نہیں لگائی گئی۔ اصل بات یہ ہے کہ کمیٹی میں کام کرنیوالا ایک وجود ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ان کی قابلیت۔ معاملہ فہمی سے بہت کچھ امیدیں وابستہ تھیں لیکن انکی مصروفیت دوسرے کاموں میں جو اس سے زیادہ اہم اور قومی ہیں اسقدر ہیں کہ وہ اس کام کیلئے پورا اور کافی وقت نہیں دیسکتے ورنہ یہ حالت سدہر جاتی۔ اپنی مصروفیت کو دیکھکر اور اس خیال کر کے وہ اپنے فرض کو پورے طور پر ادا کرنے کے خواہشمند ہیں انہوں نے استعفا دینا چاہا۔ لیکن وہ مجبور کئے گئے کہ استعفا نہ دیں۔ تاہم وہ ممبر انچارج کے عہدہ سے الگ ہو گئے ہیں اسلئے اور بھی مشکلات کام میں پیدا ہونے کا احتمال ہے باشندے نالاں ہیں۔ کمیٹی ٹیکس کے بڑھانے کے لئے تو تیار ہے مگر کام کے لحاظ سے ابھی کچھ بھی نہیں ہوا۔

جناب شاہ صاحب قبلہ جو انچارج ممبر ہیں۔ انہوں نے تو پہلے ہی باشندوں کی عام حالت کا اندازہ کرکے ایک میموریل کمیٹی کے توڑ دینے کیلئے تیار کیا تھا۔ معلوم نہیں اس میموریل کا کیا حشر ہوا۔

جناب میجر ایسٹ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی توجہ سے بعید نہیں۔ کہ باشندوں کی شکایات پر کافی توجہ ہو۔ کمیٹی جو ٹیکس آئندہ بڑھانا چاہتی ہے وہ کسی صورت میں مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اعلیٰ درجہ کی خوبی کی بات تو یہ تھی کہ کم خرچ پر کام عمدہ ہو۔ مگر یہاں بہت سا خرچ ہو کر بھی حالت ردی ہے۔ تمام بڑی بڑی گلیاں جو کم از کم عمدہ حالت میں ہونی ضروری ہیں۔ بدترین نمونہ صفائی کا ہیں۔ کمیٹی اپنے فرض کو سوچے اور پبلک کے روپیہ کا جس کے وہ امین ہیں بہترین استعمال کرے۔

اطلاع

مجھے بعض ذاتی امور کے انصرام و انتظام کے لئے۔ چندروز کے واسطے قادیان سے باہر جانے کی ضرورت ہے۔ میری غیر حاضری میں ۲۱ فروری ۱۹۳۱ء کے الحکم کا شایع ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے۔

اس لئے احباب مطلع رہیں کہ ۲۱ فروری کا الحکم شایع نہ ہو سکیگا

(یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم)

مختصر نوٹ

قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے متعلق ندوۃ العلماء نے جو اعلان کیا تھا۔ افسوس کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تجویز صورت تکمیل اختیار کرتی نظر نہیں آتی۔ معزز مترجم نے جو سورۃ بقر کا ترجمہ طیار کیا تھا۔ وہ مولوی شبلی نے واپس منگوا لیا ہے۔ شاید وہ اس میں کچھ اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔

دوسرے درجہ پر مرزا حیرت صاحب قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی میں کر رہے ہیں۔ ان کی نیت کو تو خدا جانتا ہے مگر ان کی سابقہ کارگزاریوں پر نظر کر کے یہ کہنا قطعاً بیجا نہیں کہ وہ بھلا برا جو کچھ بھی قرآن مجید کا ترجمہ انگریزی میں کرا کر شایع کر دیں گے۔ اور وہ ارادہ کرتے ہیں کہ دربار کے جلسہ تک شایع کر دیں۔ ان کی نظر تجارتی خیال پر ہے ورنہ اگر خشیت اللہ سے قرآن مجید کا ترجمہ کیا جاوے اور غرض یہ ہو کہ قرآن مجید کی شوکت و جلال کا اظہار ہو تو اس کے لئے حاجت نہیں ہوا کرتی کہ فلاں وقت تک ختم ہو۔ بلکہ اس کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ عمدہ ہو۔ خواہ دیر میں ہو ایک ترجمہ الہ آباد میں غالباً چھپ رہا ہے۔ نومبر گذشتہ تک اس کی اشاعت کی امید دلائی گئی تھی۔ مگر ابھی تک شایع نہیں ہوا۔ سب سے آخر وہ ترجمہ ہے جو قادیان میں ہو رہا ہے۔ بعض احباب مجھ سے پوچھتے ہیں کہ کسقدر ہوا ہے۔ میں اس سوال کا جواب دینے کے قابل نہیں۔ کیونکہ مجھے معلوم کرنیکا موقعہ نہیں ملا۔ ہاں میں اتنا جانتا ہوں کہ مولوی محمد علی صاحب اپنے دوسرے مفوضہ کاموں کے ساتھ ساتھ اس خدمت کو بھی سر انجام دے رہے ہیں۔

فاضل امروہی وطن کو

حضرت فاضل امروہی گزشتہ سے پیوستہ ہفتہ کو حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور اجازت کے ماتحت امروہہ کو تشریف لے گئے۔ جہاں بعض مقامی ضروریات کا انتظام آپ کی ذات بابرکات سے وابستہ تھا حضرت فاضل امروہی کا یہ سفر قادیان نہایت قیمتی اور مفید ثابت ہوا ہے اس مرتبہ ان کی قبولیت خصوصیت سے دیکھی گئی انکی روانگی پر اکثر احباب بے اختیار رو پڑے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کے ایام میں فاضل امروہی کی پاک صحبت میں بہت سے علمی اور معرفت کے نکتے سننے میں آتے تھے۔ اور وہ اکثر افسردہ دلوں کو معرفت کی باتوں سے خوش کرتے رہتے تھے چونکہ ہمیشہ سے ان کی فطرت علمی واقع ہوئی ہے۔ اور اسرار قرآن کریم کیطرف بہت متوجہ ہیں۔ اسلئے بعض اوقات عجیب عجیب مضمون سنتے اور دلوں کو ابھارتے اور تسلی دیتے تھے۔

غیر معمولی طور پر جماعت نے ان کا مستقل قیام قادیان میں محسوس کیا ہے۔ اور ایک معمولی طالبعلم سے لیکر حضرت خلیفۃ المسیح تک سب نے پسند کیا ہے۔ کہ حضرت فاضل امروہی ہجرت کر کے قادیان آجاویں۔ حضرت فاضل امروہی بھی اس مرتبہ بہت متاثر دل لیکر گئے ہیں۔ اور خدا سے توفیق چاہتے ہیں اور احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں موقعہ دے کہ وہ قادیان ہی میں آجاویں۔

خدا کے فضل سے یقین ہے کہ حضرت فاضل بہت جلد جماعت کی اس امید کو پورا کرنے کی توفیق پائیں گے۔ جب وہ مستقل طور پر دار الامان میں آکر اپنے فیوض سے بہرہ ور کریں گے

طاعون منچوریا میں

طاعون چین میں امر الہی کے ماتحت اپنا کام کر رہی ہے۔ تعجب کی بات ہے۔ کہ لوگ ابتک بھی اس امر سے آگاہ نہیں ہوئے طاعون کا حملہ خدا تعالےٰ کے ایک مامور کی صداقت کا نشان ہے۔ اس نے قبل از وقت ہندوستان میں اس کے پھیلنے کی پیشگوئی فرمائی۔ اور پھر دوسرے ممالک میں بھی اس کے پھیل جانے کے نشان سے آگاہ کیا۔ مگر چونکہ پبلک کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ اس لئے لوگ ایسی باتوں کو بھول جاتے ہیں خدا کرے کہ یہ نشانات اہل ملک کے لئے بیداری پیدا کرنے کا موجب ہوں۔

اس نفاق سے کیا ہوگا؟

پیسہ اخبار میں برادران وطن کے اتحاد اور اتفاق کی نظیر میں روکسفورڈ کے ایک جلسہ کی مختصر سی روئیداد چھاپی گئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ اوکسفورڈ میں عشرہ محرم کو ایک جلسہ ہوا جس میں اول دوگانہ نماز آنحضرت کی روح پر پڑھی گئی۔ اور اس نماز میں بلا تفریق ہنود نے بھی حصہ لیا۔ راقم مضمون جو ایک مسلمان ہیں لوگوں کو اس کی تقلید کی تحریک کرتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کا آئینہ ہے۔ اول تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ نماز کس اصول پر پڑھی گئی۔ ہر ایک کام نیکی کا نیکی نہیں ہو سکتا جب تک وہ اخلاص اور صواب کے نیچے نہ ہو اخلاص یہ ہے کہ محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے ہو اور اسی کے ارشاد کے نیچے ہو اور صواب یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہو اور اسی کے ارشاد کے نیچے ہو بقول سعدی:-

> برتو ورع کوش و صدق و صفا
> ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

پس شریعت کو خود بنانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے۔ پھر ہندو دوستوں کا شریک نماز ہونا میرے دل پر تو خوشی کی بجائے افسوس کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ وہی ہندو حضرات آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ جھوٹا نبی سمجھتے ہیں اور یہ نماز محض یورپ کی نمایشی تاثیر کا نتیجہ ہے۔ اسلام تو مخلص مومن بنانا چاہتا ہے۔ زاہد دو رنگ پیدا کرنا اس کی غرض نہیں ہے لیکن یہ اوکسفورڈ کا ریا اور تکلف سے بھرا ہوا اتحاد کل کو ان مسلمانوں کو مجبور کریگا کہ جب کسی ہندو تہوار پر وہ اپنے بتوں کی پوجا کریں تو ہمارے وہ یورپین مسلمان ان کے ساتھ اس عبادت میں شریک ہوں۔ آہ! یورپ کے اثر نے کس درجہ تک ایک عجیب کرشمہ کا اثر ڈالا ہے کہ مذہب کو بھی یورپین تہذیب کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس قسم کے اتحاد بابرکت نہیں بلکہ یہ منحوس حرکات ہیں جو مسلمانوں کی غیرت اور عصبیت مذہبی کو کچل ڈالیگا۔ اسلام تو ایسی آزادی کی تعلیم دیتا ہے کہ باوجودیکہ وہ صلح اور آشتی کا دین ہے، باوجودیکہ وہ محبت و یگانگت کا مذہب ہے۔ وہ اپنے پیروؤں میں خلوص اور صدق پیدا کرنا چاہتا ہے اور وہ اسلئے توقع کرتا ہے کہ مسلمان باطل کے لئے پورے جوش اور شور سے کہدیں،

انی بری مما تعبدون

اسلام نے نفاق کو کبھی پسند نہیں کیا ہم ہندوؤں کے کیا تمام نوع انسان کے بہی خواہ ہیں۔ اور کبھی پسند نہیں کرتے کہ زبان اور ہاتھ سے انہیں دکھ دیں مگر یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ مذہب کے معاملہ میں اگر انسے مداہنت کریں مجھ افسوس ہے کہ پیسہ اخبار نے اس تحریک کو کیوں شایع کیا؟ میری سمجھ میں محض مجوبہ پسندی کی نظر سے درج اخبار کر دیا۔ پیسہ اخبار میں بعض اوقات بہت سے بیہودہ مضامین بھی شایع ہو جاتے ہیں۔ جن سے اخبار کے اوراق کا بیجا استعمال ہوتا ہے۔ آئندہ امید ہے ایڈیٹر صاحب توجہ کرینگے اس قسم کی تحریکیں جو مسلمانوں کی عصبیت اور انکی حمیت مذہبی کو صدمہ پہنچانیوالی ہوں کبھی شایع نہیں ہونی چاہئیں۔"

مردم شماری اور احمدی

مردم شماری کے متعلق ہمارے برادران وطن میں عجیب قسم کی بے چینی پائی جاتی ہے۔ کہیں انہیں زبان کے متعلق جدوجہد کرنے کی حاجت ہے اور کہیں اچھوت ذاتوں کے متعلق بحث کی ضرورت مسلمانوں میں اسکے متعلق پوری خاموشی ہے ہمارا اخبار چونکہ سیاسی پرچہ نہیں اور بہت ہی کم میں پولیٹیکل مضمون لکھتا ہوں۔ اور لکھنے کی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ میری دانست میں اگر ملک کے اندر اعلےٰ اخلاق اور مذہب کا عملی نمونہ پیدا نہیں ہوتا تو سچی پولیٹکس بھی پیدا نہیں ہو سکتا اسلئے الحکم جو کام کرنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ اہل ملک میں اعلےٰ اخلاق اور اعلےٰ مذہب کی عملی صداقتیں پیدا ہوں۔ بات دور نکل گئی۔ مردم شماری کے متعلق احمدی قوم میں بھی ایک سرکلر لیٹر بھیجی گئی تھی۔ مگر وہ ایسے تنگ وقت میں شایع ہوئی ہے کہ میں امید نہیں کرتا کہ اس مرتبہ بھی ہم احمدی قوم کے افراد کی صحیح تعداد کا اندازہ کرنے کے قابل ہو سکیں۔ تاہم اگر پورے طور پر اندراجات نہ ہو سکیں تو جہاں تک ممکن ہو ہمارے احباب کو چاہیئے کہ وہ خانہ فرقہ میں اپنے آپ کو احمدی لکھائیں اور اپنے بچوں اور عورتوں کا بھی یہی فرقہ درج کرائیں۔ میں نے ایک مرتبہ فہرستیں بھیجکر چاہا تھا۔ کہ احباب اس کام کو کریں۔ افسوس ہے کسی نے بھی توجہ نکی۔ اب بھی اگر ہر جگہ کی جماعتیں کوشش کریں۔ اور اپنے اپنے ہاں کے احمدیوں کی فہرستیں مکمل کر سکیں۔ تو یہ نہایت ضروری کام ہو۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے ارشاد کی تعمیل۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واعظین

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ واشاعت کے لئے واعظین کسقدر ضرورت ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کے جواب میں ہر شخص کو بلاچون وچرا تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ تمام کاموں پر اگر اسے مقدم نہیں کرنا چاہیئے مگر کم ازکم یہ امر موخر بھی کرنے کے قابل نہیں۔ میں واعظین سلسلہ کے متعلق ۱۹۰۹ء سے وقتاً فوقتاً لکھتا رہا ہوں۔ اور نہ صرف میں نے ہی اس امر پر زور دیا بلکہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے جانشین اور قدرت ثانیہ کے مظہر اول حضرت خلیفۃ المسیح نے مختلف اوقات میں اس ضرورت کو محسوس کیا۔ مگر منصب کا اختیار کرنا انسان کی نری تجویز یا خیال پر موقوف نہیں۔ بلکہ واعظ کے اندر کم ازکم ان صفات کا ظہور اور اثر ہونا چاہیئے جو انبیاء علیہم السلام میں پائی جاتی ہیں۔ جب تک محض اخلاص۔ اور صدق ایک واعظ کے اندر نہ ہو اسکی زبان کیسی فصیح ہو اسکی تقریر کیسی ہی مدلل اور اس کا طرز بیان کیسا ہی قابل قدر کیوں نہ ہو۔ وہ ایک ناول یا فسانے سے بڑھ کر وقعت نہیں رکھتا۔ جس کو پڑھتے ہوئے ایک ایک وقت ایک انسان کبھی بے محابا رو پڑتا ہے۔ اور کبھی اس کے قلب پر بے اندازہ راحت خوشی کی کیفیتیں اثر ڈالتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی بات جوش حق سے نکلتی ہے۔ ممکن ہے۔ وہ پہلی مرتبہ ناگوار خاطر ہو۔ کیونکہ کان اس کے سننے کے لئے طیار نہ تھے لیکن آخر میں وہ اپنا دیر پا اثر کئے بغیر نہ رہے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی زندگی میں اپنے واعظین کے لئے خاص جوش اور تڑپ دل میں رکھتے تھے۔ میرے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے اکتوبر ۱۹۰۶ء میں جبکہ یہ تحریک زوروں پر تھی ایک آرٹیکل لکھا تھا مجھے وہ اب بھی ویسا ہی قابل قدر معلوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس وقت تھا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس کے ایک حصہ کو یہاں درج کر دوں۔ اس کے پڑھنے کے بعد جہاں ناظرین الحکم کے دلوں میں یہ جوش پیدا ہوگا۔ کہ اگر ان میں سے کوئی خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنیکا حوصلہ کر سکتا ہے۔ تو وہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے حضور پیش ہو سکتا ہے یہ بھی معلوم ہوگا کہ مدرسہ احمدیہ کے قیام کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول من کل الوجوہ جبکہ حضرت مسیح موعود کے منشاء کو پورا نہیں کر سکا۔ تو ناظمان مدرسہ نے مدرسہ احمدیہ کے اجرا کو پسند کیا۔ مدرسہ احمدیہ کی اصلاح اور تکمیل کے لئے جو کام حضرت صاحبزادہ صاحب کر رہے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ بہرحال وہ مضمون یہ ہے

اب سے قریب دو سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ اس امر کی طرف ہوئی تھی۔ کہ ہائی سکول جو یہاں بنا ہوا ہے اگرچہ اس سے یہ فائدہ حاصل ہو رہا ہے کہ دیگر مدارس میں غرق ہو کر جو نوجوان طلبہ اپنے دین سے بے خبر اور لاپرواہ ہو کر بے باک اور بے دین ہو جاتے ہیں اس بد اثر سے بچکر اس مدرسہ میں طلبہ نیکی اور دینداری سیکھتے ہیں۔ اور اسلامی غیرت ایک حد تک ان کے دلوں میں جگہ پکڑ لیتی ہے۔ جو بعد کی زندگی میں انہیں نسبتاً ایک نمونہ بنا دیتی ہے تاہم **اس سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا کہ ایسے نوجوان پیدا ہوں۔ جو دنیاوی مقاصد کو بالکل ترک کر کے اپنی زندگیاں صرف دینی خدمات کے واسطے وقف کر دیں** حضرت اقدس کے اس منشاء کو پورا کرنے کیواسطے اس وقت ناظمان مدرسہ نے یہ مناسب سمجھا کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے ساتھ ساتھ ایک ایسا مدرسہ بھی قایم کیا جائے۔ جس میں طلباء کو یونیورسٹی کے امتحانات کے واسطے طیار نہ کیا جائے۔ بلکہ رواجی تعلیم کا تھوڑا سا حصہ ضرور قایم رکھکر انکا تعلیمی حصہ زیادہ تر کتب دینی کے پڑھنے میں صرف ہو تاکہ وہ تحصیل علوم دینی کر کے توی واعظ اور خطیب بن سکیں۔ چنانچہ اس مدرسہ کی ایک جماعت سال گذشتہ میں اور دوسری جماعت سال حال میں کھولی گئی تھی اور تیسری انشاء اللہ آئندہ نومبر میں کھل سکے گی۔ اس حصہ مدرسہ کی حالت تاحال ایسی نہیں کہ پورے طور سے قابل تشفی ہو۔ مگر ناظمان مدرسہ اور بزرگان دین اس میں مناسب اصلاح کی تجویز کے فکر میں ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہ بالآخر ایک عمدہ صورت اختیار کریگا اگر خدا نے توفیق دی تو کسی اگلے اخبار میں اس کے متعلق مفصل مضمون لکھکر یہ مسئلہ قوم کے اہل الرائے کے آگے انشاء اللہ پیش کیا جائیگا۔

اب اس مضمون کے لکھنے کا یہ منشاء ہے کہ چند روز سے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کے دل میں یہ خاص جوش ڈالا ہے کہ واعظین سلسلہ حقہ کے جلد تقرر کے واسطے جماعت کے خواندہ اور لائق آدمیوں سے جو اس کام کے واسطے اپنے آپ کو وقف کر سکیں انتخاب کیا جائے۔ اور ایسے آدمیوں کو خدمت تبلیغ سپرد کر کے مختلف مقامات پر بھیجا جاوے دسمبر ۱۹۰۵ء کے جلسہ میں حضرت مولوی نورالدین صاحب نے بھی اس قسم کی تجویز پیش کی تھی کہ مدرسہ میں باقاعدہ طور پر واعظین تیار کرنے سے پہلے سردست جماعت کے خواندہ اور لائق آدمیوں کو کچھ عرصہ قادیان میں رکھکر اور دینی تعلیم دیکر یہ خدمت اُن کے سپرد کی جائے۔ ہر ایک امر کے واسطے ایک وقت ہوتا ہے۔ اور اب جبکہ خدا تعالےٰ نے اپنے مامور کو اس کام کے جلد پورا کرنے کے واسطے جوش عطا فرمایا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا وقت آگیا ہے یہ بات کہ حضرت کس قسم کے آدمی اس کام کے واسطے چاہتے ہیں اس کے اظہار کے لئے میں خود حضرت اقدس کی تقریر کو اس جگہ مختصر تحریر میں لاتا ہوں"

فرمایا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضہم کا نمونہ دیکھنا چاہیئے۔ وہ ایسے نہ تھے کہ کچھ دین کے ہوں اور کچھ دنیا کے بلکہ وہ خالص دین کے ہوگئے تھے۔ اور اپنا جان و مال سب اسلام پر قربان کر چکے تھے۔ ایسے ہی آدمی ہونے چاہئیں۔ جو سلسلہ کے واسطے بھیجنے اور واعظین مقرر کئے جائیں۔ وہ قانع ہونے چاہئیں اور دولت و مال کا ان کو فکر نہ ہو۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی کو تبلیغ کیواسطے بھیجتے تھے تو وہ حکم پاتے ہی چل پڑتا تھا۔ نہ سفر خرچ مانگتا تھا اور نہ گھر والوں کے افلاس کا عذر پیش کرتا تھا۔ یہ کام اس سے ہو سکتا ہے جو اپنی زندگی کو اسکے لئے وقف کر دے۔ متقی کو خدا تعالےٰ آپ مدد دیتا ہے۔ وہ خدا کے واسطے تلخ زندگی کو اپنے لئے گوارا کرتا ہے۔ اگرچہ بہت سے لوگ اس جگہ آتے ہیں۔ مگر جب کچھ بھی ملونی دنیا کی ساتھ ہو تو اسکی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ پانی میں تھوڑا سا پیشاب مل گیا ہو۔ خدا اس کو پیار کرتا ہے جو خالص دین کیواسطے ہو جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ کچھ آدمی ایسے منتخب کئے جاویں جو تبلیغ کے کام کیواسطے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ اور دوسری کسی بات سے غرض نہ رکھیں۔ ہر قسم کے مصائب اٹھاویں اور ہر جگہ پھر پھر لکلیں اور خدا کی بات پہونچائیں۔ صبر اور تحمل سے کام لینے والے آدمی ہوں۔ ان کی طبیعتوں میں جوش نہ ہو۔ ہر ایک سخت کلامی اور گالی کو سنکر آگے نرمی کیساتھ جواب دینے کی طاقت رکھتے ہوں۔ جہاں دیکھیں کہ شرارت کا خوف ہو وہاں سے چلے جائیں۔ اور فتنہ و فساد کے درمیان اپنے آپ کو نہ ڈالیں۔ اور جہاں دیکھیں کہ کوئی سعید آدمی ان کی بات کو سنتا ہے۔ اس کو نرمی سے سمجھائیں۔ جلسوں اور مباحثوں کے اکھاڑوں سے پرہیز کریں۔ کیونکہ اسطرح فتنہ کا خوف ہوتا ہے۔ آہستگی اور خوش خلقی سے اپنا کام کرتے ہوئے چلے جائیں"

حضرت کے اس فرمان کو سنکر بعض دوستوں نے اپنی خدمات کو اس کام کیواسطے وقف کیا ہے۔ یہ وہ دوست ہیں جو قادیان میں رہتے ہیں اور انکی تعداد اس وقت تک بارہ تک پہونچ چکی ہے۔ حضرت نے عاجز راقم (محمد صادق) کو حکم دیا ہے کہ ایسے بزرگ اصحابوں کی فہرست بناتا جاؤں۔ چنانچہ ایک رجسٹر اس فہرست کے واسطے کھولا گیا۔ اور تمام درخواستیں ایک جگہ اکٹھی محفوظ رکھی جاتی ہیں۔ سب سے پہلی درخواست شیخ تیمور صاحب طالبعلم گورنمنٹ کالج لاہور کی ہے۔ اور ان کے علاوہ چوہدری فتح محمد صاحب۔ مولوی سرور شاہ صاحب میاں محمد حسین صاحب۔ مولوی غلام محمد صاحب۔ ماسٹر محمد دین صاحب۔ شیخ عبدالرحمان صاحب۔ اکبر شاہ خان صاحب۔ مولوی عظیم اللہ صاحب۔ مولوی فضل دین صاحب۔ خواجہ عبدالرحمان صاحب قاضی عبداللہ صاحب نے بھی حضرت کے حضور درخواستیں دی ہیں۔ ان سب درخواستوں پر حضور علیہ السلام نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ مگر سردست کسی کو مقرر نہیں فرمایا۔ غالباً کچھ

یعقوب ابن لیث قوم کا ٹھٹھیرا تھا - عربی تاریخوں میں اسی وجہ سے اسکا خاندان صفار کے لقب سے مشہور ہے جس کے معنے ٹھٹھیرے کے ہیں - اس قوم کی ذہانت اور پست ہمتی ضرب المثل ہے۔ بایں ہمہ یعقوب نے محض اپنی اولوالعزمی و استقلال سے ایران جیسے وسیع ملک کی سلطنت حاصل کرلی - جو گویا دنیاوی ترقیات میں سب سے اعلےٰ درجہ کی ترقی تھی - مختلف تغیرات کے بعد جب اس نے کچھ حیثیت پیدا کرلی - اور نام و نمود کی زندگی بسر کرنے لگا - تو بلند ہمتی نے تسخیر ممالک کیلئے تحریک کی اور وہ فوراً آمادہ ہوگیا - یہ زمانہ گرمیوں کا زمانہ تھا - آفتاب کی حرارت انتہا درجہ کو پہونچی ہوئی تھی - گرمیوں کی وہ جنگی مہمات جن کو زمانہ کی اصطلاح میں صوائف کہتے تھے - بند ہو چکی تھیں - اور اب فوجی پیش قدمیوں کے لئے سردیوں کا انتظار تھا - جن میں شواتی کے نام سے جنگی مہمات کا سرانجام ہوتا تھا - فارس کی ملکی حالت اس زمانہ میں مائل بہ انقلاب تھی اور صورت معاملات اس قسم کی واقعہ ہوئی تھی کہ اگر چند مہینے کا وقفہ ملجاتا تو ملک میں سکون ہوجاتا اور کسی نئے حملہ آور کا خدشہ نہ رہجاتا - یعقوب نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہا - اور اسی حالت میں حملہ تیاری شروع کردی - جب فوجیں حسب خواہش جمع ہوگئیں اور ساز و سامان جمع ہوچکا - اور آخر کار لشکر کشی کا دن آپہونچا تو قریباً ۸ بجے امیر یعقوب زرہ و بکتر و چار آئینہ و خود و خفتان وغیرہ سے آراستہ ہوکر اسلحہ لگائے اور اچھی طرح گرانبار ہوکر ۱۲ بجے اپنے مکان کی بالائی چھت پر چڑھ گیا - اور وہاں دھوپ میں ٹہلنے لگا - پتھر کا مکان دھوپ کی ناقابل برداشت حدت - اسلحہ و آہنی پوشاک کا بوجھ اور ان دونوں کا حرارت آفتاب کو جذب کرنا - یہ سب ایسے موثرات تھے - کہ یعقوب کا سارا جسم گرمی کے مارے آگ کا شعلہ بن رہا تھا - لیکن اس نے کسی بات کی پرواہ نہ کی اسی حالت میں پورے چار گھنٹے تک چھت پر ٹہلتا رہا - اور جب گویا ڈہائی بجے تو نیچے اترا - اور نماز سے فارغ ہوکر اسی وقت کوچ شروع کردی - اس حیرت خیز طرز عمل پر تعجب تو سب کو ہوا - مگر کسی کو اس وقت پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی - فارس جب فتح ہوچکا اور ملک بھر میں یعقوب کا سکہ بیٹھ گیا - تو ایک روز موقعہ پاکر کسی محرم راز نے پوچھا کہ فارس کو فتح کرنے لئے فوج جسدن کوچ کرنیوالی تھی - اس روز چار گھنٹے متواتر دھوپ میں چھت پر ٹہلتے رہنے کا کیا سبب تھا؟ یعقوب نے اس سوال کا جو جواب دیا تھا - عربی لٹریچر میں اس نے ایک تاریخی جملہ کی اہمیت حاصل کرلی ہے - وہ مختصر الفاظ جن میں اپنے مفہوم کو اس نے ادا کیا تھا وہ یہ تھے - تشمست الاجرب صبرانی

ھل لہا من صبر علی الصبارۃ اذا لقیتہا باصبارھا

(ترجمہ) میں اس لئے دھوپ کھاتا رہا - کہ اپنے دل کو آزماؤں اور دیکھوں کہ میں انتہائی سختی یعنے جنگ کی شدت سے مجھے دوچار ہونا ہے - اس کے مقابلہ میں کم ازکم دھوپ کی تپش پر صبر کرسکتا ہوں یا نہیں؟) اس واقعہ سے اہل عرب کے حیرت خیز اسباب ترقی کا ایک عجیب و غریب انکشاف ہوجاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تمام کامیابیوں کا اصلی باعث یہی تھا کہ وہ کسی حالت میں ہمت نہیں ہارتے تھے - صبر و استقلال سے کام لینا چاہتے تھے - اور خواہ کیسی ہی دشوار مشکل پیش آئے - مگر وہ انتہائی مستقل مزاجی سے اس کا مقابلہ کرتے تھے - یہی صبر و استقلال کی طاقت تھی - جس نے یعقوب بن لیث کو ایران کی عظیم الشان سلطنت دلائی اور اسی طاقت کے ضعیف ہونے اور آخر میں نابود ہوجانے سے مسلمان ہر طرح کی عزت سے محروم ہوگئے اور ہوتے جاتے ہیں -

صبر و استقلال

صبر و استقلال واقع میں کامیابی کا راز ہے - انسانی زندگی طرح طرح کے خطرات مشکلات سے گھری ہوئی ہے - جنپر غالب آنیکا صرف یہی ایک ذریعہ ہے کہ صبر و شکیبائی و پامردی و مستقل مزاجی سے ان دقتوں کا مقابلہ کیا جائے اور ان اللہ مع الصّبرین (خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے جو صبر کرتے ہیں اور مستقل مزاجی رکھتے ہیں) کا مفہوم پیش نظر رکھکر دل کھولکے پورے عزم و ہمت کیساتھ - جو مشکل پیش آئی ہو اُسے آسان کرنے کی کوشش کیجاوے - آسمانی تعلیمات نے اسی لئے انسان کو صبر کی سب سے زیادہ ہدایت کی ہے - اسلام نے تو اس خصوصیت کی تکمیل پر اتنا زور دیا ہے کہ روزہ کو فرض کرکے روزمرہ کی زندگی میں جو سب سے زیادہ اہم و لازمی و ناگزیر ضرورتیں پیش آتی ہیں - انپر صبر کرتے رہنے کا ہر ایک مسلمان کو پابند بنایا ہے - اور یہ پابندی محض ایک دو دن نہیں بلکہ پورے مہینے بھر کے لئے فرض ٹھیرائی ہے - یہ عادت اچھی طرح راسخ ہوکر مذہبی کیریکٹر کا جزو اعظم بنجائے -

اسلام کے تمام فرائض و احکام میں عظیم الشان مصلحتیں مضمر ہیں - جو عبادتیں بھی فرض کی گئی ہیں - وہ خالی خولی عبادت ہی نہیں ہیں بلکہ انسانی زندگی کو مہذب و شریفانہ و ترقی پسند بنانے سخت تریں دشواریوں پر غالب آنے اور ہر ایک جائز مقصد میں کامیاب ہونیکی طاقت ور وسایل ہیں - غور کرو - سب سے زیادہ ضرورت انسان کو کھانے پینے کی ہے - ہر ایک چیز سے صبر ممکن ہے - مگر دن بھر کی بھوک پیاس پر صبر کرنا - اور اس عالم میں بھی مستقل مزاج رہنا - آسان نہیں ہے لیکن مسلمان جو دنیا میں محض اس لئے پیدا ہوا ہے - کہ لنا الصدر دون العلمین او القبر - (ہمارے لئے یا تو صدر مجلس میں جگہ ہے یعنے انتہائی ترقی در اعلےٰ درجہ کی کامیابی یا تو ہم کو حاصل کرنی چاہیئے - یا اگر یہ نہیں حاصل ہوسکتی تو پھر ہمارے لئے قبر ہے) کے مفہوم کو سچ ثابت کر دکھائے - اسکا مذہب اس پر بھی اُسے صبر کرنے کا حکم دے رہا ہے - اور اتنی بڑی سخت آزمائش کے ذریعے سے آمادہ کر رہا ہے کہ میدان ترقی میں اعلےٰ ترین کامیابیوں کو حاصل کرنیکے لئے مشکل سے مشکل موانع پر بھی مسلمانوں کو غالب آنا چاہیئے *

روزہ ہم کو یہی درس دے رہا ہے کہ مسلمان کا فرض یہ ہے کہ دشواریوں کا مقابلہ کرے - خواہ کیسی ہی مشکل پیش آئے - مگر ہمت نہ ہارے - اور حصول مقصد کیلئے ہمہ تن مستعد رہے - کامیابیوں کے لئے نفسانی لذات اور خواہشات قربان کردے - زندگی کو ایک جنگی مہم سمجھے اور کوشش کرتا رہے کہ اسی مہم میں ناکام نہ رہنے پائے - کیونکہ یہ معرکہ بہر صورت اُس کو سر کرنا ہے - روزہ اس شریف مقصد کو ہمارے ذہن نشین کر رہا ہے - مگر ہم ہیں کہ اول تو روزہ رکھتے ہی نہیں - اور اگر رکھتے بھی ہیں - تو اس کی غرض و غایت کا ذرا بھی خیال نہیں رکھتے - حیف ہے کہ جس مذہب کے عبادات میں ترقی و سربلندی کیلئے اس قدر آمادگی و ترغیبات موجود ہوں اس کے پیرووں کی حالت اتنی پست و ذلیل ہو - ہم نماز پڑھتے ہیں - مگر کیریکٹر نہیں پیدا کرتے اور یہ نہیں سوچتے کہ نماز کا مدعا یہی ہے - کہ انسان میں تہذیب نفس پیدا ہو اور وہ اپنی شائستگی کے ذریعہ سے دنیا پر غالب آئے - قرآن کریم نے نماز کی خصوصیت یہ قرار دیکہ ہے کہ انسان فحش بری اور بے اعتدالیوں کی باتوں سے بچتا رہے لیکن کیا ہم بھی اپنی نمازوں میں اس اصول کو ملحوظ رکھتے ہیں؟ روزہ کا منشا یہ ہے - کہ مسلمان صبر و استقلال کے اتنے خوگر ہوجائیں کہ ان کی کامیابی میں کوئی امر مانع نہ ہو - لیکن اس اصول کو ہم ایسے بھولے ہوئے ہیں - کہ روزہ بھی رکھتے ہیں اور ناکام بھی رہتے ہیں - اسی قسم کے روزہ داروں کو حدیث شریف میں تنبیہ کیگئی ہے - کہ کم من صائم لیس لہٗ من صیامہٖ الا الجوع و العطش (یعنے بہتیرے روزے دار ایسے ہیں - کہ ان کے روزہ کا ماحصل محض بھوک اور پیاس ہے)

احنف بن قیس رضی اللہ عنہٗ بصرہ کے سید التابعین تھے - ضعیفی نے نہایت کمزور کر رکھا تھا - مگر روزے برابر رکھتے تھے - ایک شخص نے تعجب سے پوچھا کہ دنیا کی تمام کامیابیاں تو آپ کو حاصل ہوچکیں اب کونسی طیاری کرنی ہے - جس لئے ضعیفی کے روزوں کی تکلیف برداشت کیجاتی ہے - احنف نے جواب دیا - کہ ابھی ایک بہت بڑی تیاری باقی ہے - سفر آخرت درپیش ہے - روزوں کے ذریعہ سے بھی اگر اس کے لئے آمادگی کی کوشش نہ ہوگی تو کامیابی کی کیا امید ہے - کیا یہ واقعہ ایسا نہیں ہے - کہ آجکل کے مسلمان اس سے عبرت حاصل کریں - جنکی آخرت تو دور رہے دنیا میں بھی کامیابی حاصل کرنے کی آمادگی ان میں نہیں پائی جاتی اور روزہ جیسے مقدس فرض کے ذریعے سے بھی وہ اس نقص کو نہیں مٹاسکتے۔

اخلاقی کمزوریاں کبھی کامیابی کا ذریعہ نہیں ہوسکتیں اسلئے روزہ جس کی خاص غرض یہ ہے کہ انسان ہر وقت انتہائی کامیابی حاصل کرنیکے لئے آمادہ رہے ان تمام نقایص کا سخت مخالف ہے - جنسے تہذیب و شائستگی کو نقصان پہنچ سکتا ہے - حدیث میں ہے کہ خمس یفطرن الصیام الکذب والغیبۃ والنمیمۃ و الیمین الکاذبۃ والنظر بشہوۃ - یعنے پانچ چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے - جھوٹ سے - بدگوئی سے - چغلی سے - جھوٹی قسم کھانے سے - بد نظری سے) روزہ کا اگر یہی معیار ہے - تو افسوس ہے کہ روزہ داروں میں بہت کم ایسے ملینگے جو سچ مچ کا روزہ رکھتے ہوں - مسلمان اپنے مذہبی فرائض و احکام کے اگر پابند ہوجائیں اور ہر ایک فرض کی غایت و غرض سمجھکر اگر اس کو بجالائیں تو موجودہ تنزل خود بخود دفع ہوجائیگا کیونکہ اسلام دین حق ہے - و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین - ؀

اللہ اُس پر رحم کرے جو ہماری سُنے

جو دردِ قوم دل میں میرے چھپا ہوا ہے
کس رنگ میں مَیں ظاہر اس کو کروں بیان میں

برادران! یہ امر تو آپ پر ظاہر ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اہم ضروریات کا انتظام باقاعدہ ہو رہا ہے۔ ان کیلئے مستقل ماہوار اور یک مشت عطیہ آپ دے رہے ہیں۔ مگر بعض مرکزی ضرورتیں ایسی بھی ہیں۔ جن کی طرف اگر غور کیا جائے تو بہت بڑی توجہ کی ضرورت تھی۔ مگر ابھی تک توجہ نہیں ہوئی۔ ان میں سے ایک قادیان کے ان ضعیف۔ اور کمزور مہاجرین کی جماعت ہے۔ جو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہم سب کے محبوب و آقا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آستانہ پر آبیٹھی ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے انہیں اصحاب الصفہ میں شامل ہونے کا فخر عطا فرمایا۔ اس کمزور و ناتواں جماعت میں بعض نابینا ہیں۔ بعض کی آمدنی اس قدر قلیل ہے کہ بمشکل گذر اوقات کر سکتے ہیں۔ اس قوم کی سرپرستی اور ہمدردی کا جوش اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک مخلص و برگزیدہ بندہ کے دل میں ڈالدیا جو ہم سب کے واجب الاحترام بزرگ ہیں۔ یعنے حضرت ام المومنین علیہا السلام کے

والد ماجد حضرت میر ناصر نواب قبلہ

میر صاحب کی ظاہری وجاہت اور تکریم جو قوم میں ہے وہ ایک ظاہر امر ہے۔ مگر رضاء الٰہی کے لئے اس مرد خدا نے اپنی قوم کے درماندہ افراد کی ہمدردی اور تسلی کے لئے اپنا آرام ترک کر دیا اور عمر کے اس حصہ میں جبکہ گورنمنٹ نے بھی انہیں پنشن دیدی ہے۔ ان اصحاب الصفہ کے لئے کمائی کو اس عزت و آرام پر ترجیح دی جو انہیں حاصل ہے اور فی الحقیقت یہ ایسا عظیم الشان کام ہے۔ جو انہیں کا حصہ تھا۔ کہ وہ پورا کرتے۔ ہسپتال اور مسجد النور کے لئے جو سفر آپ نے کیا ہے وہ قوم سے مخفی نہیں۔ اور یہ سفرنامہ[1] اس کے ہی واقعات کا مجموعہ ہے۔ مگر ان ضرورتوں کے علاوہ آجکل میر صاحب قبلہ اپنے ضعیف اور ناتواں بھائیوں کی دلجوئی اور ضروریات کے انصرام میں جس درجہ تک منہمک ہیں وہ دوسروں کی لفظوں میں جنون سمجھا جائیگا۔ مگر حق یہ ہے کہ ایسے جنون پر لاکھوں عقلیں نثار ہوں یہ درد ہر دل میں اور یہ جنون ہر سر میں خدا کرے پیدا ہو۔ میر صاحب قبلہ نے ضعفا کی دستگیری اور اعانت کیلئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا ہے۔ وہ دوسروں سے مانگتے ہیں اور کمزوروں کو کھلاتے ہیں۔ پلاتے ہیں۔ پہناتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بڑا فکر جو حضرت میر صاحب قبلہ کو غم میں ڈال رہا ہے۔ وہ غربا کے لئے چند مکانات کا تیار کرنا ہے۔ جسکی وجہ کر انہیں سخت تکلیف ہو رہی ہے اس لئے میں احباب کو ایسے ضروری کام کیلئے ان مختصر اور سادہ جملوں میں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان مقاصد کے پورا کرنیکے لئے حضرت میر صاحب کا ہاتھ بٹائیں اور اپنے لئے دعاؤں کا ایک مسلسل اور مستقل ذریعہ قائم کریں۔ یہ ضعیف جماعت جب آپ کے دیئے ہوئے چندہ سے بنے ہوئے مکانوں میں بود و باش کرے گی تو دل سے دعائیں کرے گی۔ ان شکستہ خاطروں کو تسلی دو کہ خدا تم کو شکستہ خاطر ہونے نہ دیگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آپ لوگ مستقل طور پر اس کام میں مدد دیں اور یک مشت چندوں سے دستگیری کریں۔ حضرت میر صاحب قبلہ ایسے عظیم الشان انسان کا آپکے سامنے دست سوال دراز کرنا معمولی بات نہیں۔ مگر مبارک ہے وہ انسان جو عزت و احترام کیساتھ اس دل اور ہاتھ کی قدر کرتا ہے جو ضعفا کیلئے درد رکھتا اور قوم کے سامنے پھیلایا جاتا ہے۔ یہ مقصد نہایت پاک اور مبارک مقصد ہے اور اس کا محرک ایک پاک وجود ہے۔ جو ہر طرح کی خداداد عزت اور وجاہت رکھتا ہے۔ وہ قوم میں امین ہے۔ تمہارے چند پیسوں کو ایسی جگہ خرچ کرنے کی قابلیت رکھتا ہے جہاں سے وہ دعائیں بنکر عرش عظیم پر پہنچیں گے۔ اور باب العزت سے آپ کے لئے گرہ کشائی کا موجب ہوں گے۔ میں اب زیادہ کچھ نہیں کہتا اس وقت کو غنیمت سمجھو۔ ایسے مانگنے والے اور ایسے ضعفا کے لئے مانگنے والے پھر نہ ملینگے ہاں نہ ملینگے یہ مت خیال کرو کہ تم کیا دیتے ہو کیونکہ مانگنے والیکا یہ مقولہ ہے۔

اے کہ داری مقدرت ہم عزم تائیدات دین
لطف کن یارا نظر بر اندک و بسیار نیست

بالآخر یاد رکھو کہ یہ تمام رقوم حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ قافلہ سالار ضعفا قادیان کے نام آنی چاہئیں۔ اور ہر قسم کی چیزیں۔ پرانے اور نئے کپڑے۔ جوتے۔ برتن وغیرہ جو ضروریات زندگی میں وہ سب انکے پاس بھیجی جاسکتی ہیں۔ میں نے یہ تحریک خدا کیلئے آپ تک پہنچائی ہے خدا کرے آپ اس پر غور کریں وباللہ التوفیق

(حضرت ناصر کا ادنیٰ غلام یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم)

یہی سچ ہے کہ دین غریبوں سے شروع ہوا

مدرسہ عالیہ احمدیہ کے متعلق جو تحریک کیگئی ہے اسکا اثر تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ کثرت سے درخواستیں آنے لگتیں اور جماعت کے متمول اور صاحب اولاد احباب اپنے بچوں کو مدرسہ میں بھیجنا شروع کر دیتے مگر اس تحریک کا جو نتیجہ اسوقت تک ہوا ہے اسے دیکھ کر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد عملی رنگ میں صحیح معلوم ہوتا ہے۔ کہ دین غریبوں سے شروع ہوا اور غریبوں تک پھر محدود رہیگا۔ امرا اور دولتمند تو اپنے لئے کلید جنت اپنے تمول کو سمجھتے ہیں اور اگر وہ مال خدا کی راہ میں صرف ہو اور اسکی رضا کے مقاصد پر خرچ ہو تو کچھ شک نہیں کہ وہ کلید جنت بن جاتا ہے لیکن مالی قربانی کی تکمیل نہیں ہوتی جب تک انسان اپنی نفسانی قربانی کو مقدم نہ کرے اور اسکی صورت اس زمانہ میں یہی ہے کہ ایکطرف انسان دنیوی جاہ و حشم اور اسکی ترقی کے لئے انگریزی اعلیٰ تعلیم کو ضروری سمجھتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کے سامنے دینی تعلیم پیش کیجاتی ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اسکی مجید کتاب پر ایمان لاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ وہ دینی تعلیم کو مقدم نہ کرے خصوصاً وہ قوم جو دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا عہد کرتی ہے۔ مدرسہ عالیہ احمدیہ کیلئے اپنے بچوں کو بھیجنے کی تحریک پر سب سے اول لبیک کہنے والے دولتمند نہیں بلکہ غریب ہیں مگر یہی غریب مبارکباد کے قابل ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دین کی خدمت کیلئے قدم اٹھانے کا موقعہ دیا ان بزرگوں میں سے جو صدہا نہیں ہزاروں دولتمندوں کی قدر و منزلت میں بڑھے ہوئے ہیں ایک تو فقیر علی صاحب بلیونگ سٹیشن ماسٹر ہیں جنہوں نے اپنے نو سالہ بچے کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجنے کا ارادہ کر لیا ہے یہی بچہ انکا تعلیم کے قابل ہے اور باقی دو بچے بہت چھوٹے ہیں۔ مگر انہوں نے بڑی بھاری قربانی کی ہے اور تمام خواہشوں کو تحلیل کر کے پسند کیا کہ انکا بچہ دینی تعلیم حاصل کرے۔ اس سے بڑھ کر سعادت اور خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ گروکل میں آریہ سماجی لیڈر اپنے بچوں کو بھیجنا فخر سمجھتے ہیں۔ اور معقول اخراجات دیکر تعلیم دلاتے ہیں۔ اور گروکل کیساتھ گویا معاہدہ کرتے ہیں کہ سولہ برس تک ان کے بچے گھر بھی نہیں آئیں گے۔ یہ اس قوم کی دینی شوق کا حال ہے جنہیں ہم گمراہ کہتے ہیں۔ جنہیں مذہبی حیثیت سے دہریوں کے قریب کھڑا کرتے ہیں مگر ہم قرآن کی اشاعت اور دین کی خدمت کے دعوے کر کے جو کچھ اپنے عمل سے ثابت کر رہے ہیں وہ یہی ہے کہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجنے کیلئے دل میں حوصلہ نہیں پاتے۔ (ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا)

دوسرے بھائی جنہوں نے اس میدان میں قدم رکھا ہے ایک معمولی صنعت پیشہ ملہوار کے ملازم ہیں۔ یعنی منشی عبد المجید یا جو سرکاری ملازم بھی نہیں انہوں نے بھی اپنے لڑکے کو قادیان بھیجنے کا عزم کر لیا ہے اور اپنے خرچ پر۔

ایسے غریب لوگ دولتمندوں کے مقابلہ میں قابل فخر ہیں چند پیسوں پر اپنی اولاد کو نثار کر دینا زیادہ قیمتی چیز ہے صاحبزادہ صاحب مدرسہ احمدیہ کے فکر میں ایسے مشغول ہیں کہ وہ اپنی صحت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ میں دیکھتا ہوں کہ آشوب چشم کی شکایت ہے مگر مدرسہ کے انتظامی امور میں مصروف ہیں ایسے پاک نفس اور خدا کے برگزیدہ کی دعاؤں کے نتیجہ اولوالعزم (صاحبزادہ صاحب کے متعلق حضرت اقدس کا یہ الہام ہے) انسان کے زیر نگرانی بچوں کا تعلیم پانا حددرجہ کی خوش قسمتی ہے وہ صاحبزادہ صاحب کی خاص دعاؤں سے حصہ لینگے۔ اور خلیفۃ المسیح کی توجہ خاص کے نیچے ہونگے۔ مدرسہ احمدیہ کے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب اس فکر میں ہیں کہ ایسے بچوں کیلئے بھی انتظام کیا جاوے جو پرائمری پاس کر کے پہلے مدرسہ احمدیہ میں آجانا چاہیں۔ عنقریب یہ تجویز عمل میں آنیکی امید دلاتی ہے اور اس تجویز سے سب سے پہلے خوش ہونیوالا خاکسار اپنے نفس سے میں ہوں کیونکہ اسطرح پر آپکے خادم ایڈیٹر الحکم کو موقعہ ملتا ہے کہ وہ اپنا دوسرا بچہ خدمت دین کیلئے وقف کرے۔ میں نے اپنے دل میں خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ عزم کیا ہوا ہے کہ تمام بچوں کو دینی تعلیم انشاء اللہ دلاؤنگا۔ ایک پہلے سے مدرسہ احمدیہ کا طالبعلم ہے اور اب دوسرے کے لئے خدا تعالیٰ نے رستہ کھولدیا ہے۔ بہر حال احباب کو چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو مدرسہ احمدیہ میں بھیجیں۔ عنقریب ہم اپنے بعض دوستوں کو نام بنام تحریک کریں گے۔ چودہری غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر بہاولپور ایک نہایت مخلص اور سرگرم احمدی ہیں۔ انکے دو بچے مدرسہ تعلیم الاسلام میں تعلیم پاتے ہیں کیا ہم دوسری اشاعت تک یہ خوشخبری سن سکیں گے کہ وہ اپنے ایک بچہ کو مدرسہ احمدیہ میں منتقل کرنا چاہتے ہیں؟ خدا کرے بہت سے فقیر علی اور عبد المجید اس جماعت میں پیدا ہوں جو اپنے بچوں کیلئے پسند کریں کہ وہ خادمان دین ہوں۔

[1] سفرنامہ ناصر مراد ہے (ایڈیٹر)